"تحفظ مدارس دینیہ کنونشن اسلام آباد" کا اعلامیہ

منعقدہ ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۴ جولائی ۲۰۰۲ء بروز بدھ بمقام فریڈیہ اسلام آباد

اُمت مسلمہ کا وجود اور بقاء دین اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ دین نے اس کی حفاظت کی ہے اور اس کا اولین فریضہ دین کی حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور اس کا ذریعہ اُمت اور اس کے علماء کو بنایا ہے۔ آج دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرآن وسنت اور اس کے خادم علوم ہیں۔

دورِ نبوت سے لے کر آج تک ہر دور میں علماء نے کسی حکومت کی مداخلت کے بغیر قرآن وسنت اور اس کے علوم کی ترویج واشاعت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ائمہ اربعہ اور محدثین ومفسرین نے کسی حکومتی سرپرستی، تعاون اور مداخلت کے بغیر دین کی تعلیم کو جاری رکھا اور مدارس دینیہ سے ایسے افراد پیدا ہوئے جنہوں نے ایک طرف عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کر کے قربِ خداوندی کی راہ دکھائی اور پُر امن معاشرے کی تشکیل کے لیے صالح افراد کی تیاری میں مدد ومعاون ہوئے تو دوسری جانب حکومت وقت کی قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی کا فریضہ باحسن وجوہ انجام دیا۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ حکومتیں حالات وواقعات کے تحت جنم لیتی اور سیاسی مصلحتوں کا شکار ہوتی ہیں، اس لیے اگر دینی مراکز کو بھی حکومتی کنٹرول میں لے لیا جائے تو دین حق کا ابدی پیغام مصلحتوں اور خواہشات کی بھینٹ چڑھ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دینی مدارس ہر دور میں آزادی کے ساتھ دین حق کی تعلیم کی ترویج کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ تاریخ اسلام کے کسی موڑ پر بھی مدارس کی آزادی پر قدغن نہیں لگائی گئی۔ جہاں تک حکومتی انتظامی معاملات کا تعلق ہے تو مدارس نے ہر دور میں شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے حکومت وقت سے تعاون کیا اور ملک وملت کی امن وسلامتی کو مقدم رکھا۔

حکومت پاکستان نے دینی مدارس کی رجسٹریشن اور ریگولیشن کے لیے جو آرڈیننس منظور کیا ہے یہ دراصل مدارس دینیہ کو حکومت کی بیوروکریسی کے کنٹرول میں دینے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے اور اس کا مقصد دینی تعلیم کے نظام کو عملاً غیر مؤثر بنانا ہے۔ حکومت کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم مدارس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں لیکن کسی نظام کی اصلاح وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اسے جانتے ہوں۔ بیوروکریسی پر مشتمل بورڈز دینی تعلیم کو جانتے نہیں ہیں، اس کی اہمیت وافادیت کے قائل بھی نہیں ہیں اور اس کا نظام چلانے کا تجربہ بھی نہیں رکھتے تو وہ اصلاح کیسے کریں گے؟ اگر حکومت اصلاح کرنا چاہتی ہے تو سرکاری تعلیمی اداروں کی اصلاح کرے تاکہ ان اداروں سے دین اور دنیا کے ایسے ماہرین تیار ہو سکیں جو دیانت اور امانت میں بھی معاشرے میں امتیازی مقام رکھتے ہوں۔ لیکن عملاً ان اداروں سے جو لوگ تیار ہو رہے ہیں وہ معاشرتی بگاڑ کا ذریعہ ثابت ہو رہے ہیں۔ دینی مدارس کی اصلاح کا عمل جاری ہے اور مدارس کے وفاقوں اور تنظیموں کی مجالس عاملہ نصاب اور نظام دونوں میں اصلاحات تجویز کر رہی ہیں اور نافذ کر رہی ہیں۔ مدارس دینیہ کی تنظیموں نے اس سازش کا بروقت ادراک کر کے مجوزہ آرڈیننس مسترد کر دیا۔ اس فیصلے کی تائید میں یہ عظیم الشان علماء مشائخ کنونشن اعلان کرتا ہے کہ مدارس کی حرمت اور آزادی کے تحفظ اور علم دین کی تعلیم وتربیت کے نظام کو بحال رکھنے کے لیے ہم اپنی جدوجہد "مدارس آرڈیننس" واپس لینے کا باقاعدہ اعلان کرنے تک جاری رکھیں گے۔ دینی مدارس اور دینی تنظیموں کی اس تحریک کو "آرڈیننس" واپس لینے کے علاوہ اور کسی طریقے سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس آرڈیننس کو ترامیم کے ذریعے قابل قبول بنایا جا سکتا۔

لیکن جب حکومتی آرڈیننس کا مقصد حق کی آواز کو دبانا اور مدارس دینیہ کو بیوروکریسی اور سیاسی افراد کے تابع مہمل بنانا ہو تو کوئی بھی ذی شعور اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ طریق کار نہ تو حکومت کے حق میں مفید ہے، نہ ملک وملت کا اس میں بھلا ہے اور نہ ہی دین کے فروغ کے لیے اسے کار آمد قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس میں پوری ملت اسلامیہ کا خسارہ ہے۔ یہ سمجھنا کہ اس سے صرف مدارس پر قدغن ہوگی، درست نہیں۔ بلکہ یہ آرڈیننس اور اس کے مندرجات پوری کی پوری دینی عمارت کو بنیادوں سمیت منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ دین پھلنے پھولنے کے لیے آیا ہے، مٹنے کے لیے نہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں ہم موجودہ "مدارس آرڈیننس" کو یکسر مسترد کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ رجسٹریشن اور مدارس کی آزادی کا سابقہ نظام بحال رکھا جائے۔

اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کنونشن کا اعلامیہ

۲۰/جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۳۱/جولائی ۲۰۰۲ء بروز بدھ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دینی مدارس اور بقائے اسلام کا آپس کا چولی دامن کا تعلق ہے۔ سب سے پہلا مدرسہ مکہ مکرمہ میں حضرت ارقم ابن ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں قائم کیا گیا، لیکن جب وقت کے طاغوتوں نے اسے اپنے لیے خطرہ قرار دے کر اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی، تو آنحضرت ﷺ اپنے اس مدرسہ کے چند طلبہ کو لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ ہی تاریخ اسلام کے اس دوسرے مدرسہ کی داغ بیل ڈالی جو آج تک صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، البتہ اس پہلے اور دوسرے مدرسہ میں فرق یہ تھا کہ پہلا مدرسہ غیر اقامتی اور دوسرا مدرسہ اقامتی تھا۔ روسائے کفر کو یہ دوسرا مدرسہ بھی ایک آنکھ نہ بھایا، چنانچہ اس دور کی سپر طاقتوں نے اسلام کے اس مرکز اور مسلمانوں کی اس دینی درس گاہ کو ختم کرنے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے منصوبے کے تحت اپنی اتحادی قوتوں کو اس پر آمادہ کیا کہ سب مل کر یکبارگی اس پر ایسا فیصلہ کن حملہ کریں کہ ہمیشہ کے لیے اس کا نام ونشان مٹادیا جائے، مگر چونکہ قرآن کریم اور اس کے متعلقہ علوم کی حفاظت وصیانت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے، اس لیے اس کو مٹانے والے خود تو مٹ گئے مگر اسے نہ مٹا سکے۔

آج ہندوپاک اور دنیا بھر میں قائم ہزاروں مدارس دراصل اس نبوی مدرسہ کی شاخیں اور اس روحانی گلشن کے گل وبوٹے ہیں۔ آج سے ڈیڑھ سو سال قبل جب ہندوستان میں انگریزوں نے اسلام کو مٹانے کی ناپاک کوشش کی اور مسلمان کو تہ تیغ کرنے کی پالیسی اپنائی تو مسلمانوں نے پھر سے نئے جوش وولولہ اور کامیاب حکمت عملی سے آزاد دینی مدارس کی داغ بیل ڈالی، جو بحمد اللہ امت مسلمہ کے دین وایمان اور حریت فکر وعمل کی نہایت خوب صورت انداز سے آبادی کرتے آئے ہیں۔

چنانچہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ گزشتہ صدی میں ہمارے دینی مدارس ہی ویرانہ ہند میں دین خداوندی کے باغبان رہے۔ انہوں نے دین کی آبیاری کی، اس کی سرسبزی وشادابی کو قائم رکھا، اس میں نئے نئے گل بوٹے لگائے۔ انہی کے دم سے علوم نبوت زندہ وتابندہ رہے۔ انہی کے طفیل قال اللہ وقال الرسول کی پاکیزہ صدائیں مشام جان کو معطر اور جذبات ایمان کو تازہ کرتی رہیں، انہی دینی مدارس کی برکت سے گلشن دین سدا بہار رہا، یہی وہ قلعے تھے جن سے دین کا دفاع ہوا، یہی وہ چھاؤنیاں تھیں جن میں پاسبانی دین وملت کی تربیت دی گئی، یہی وہ جزیرے تھے جو مغربیت کے طوفان بلاخیز میں دین اور اہل دین کا مامن بنے اور جنہوں نے مادیت کے ایمان شکن تھپیڑوں میں ملت اسلامیہ کو ایمانی وروحانی غذا مہیا کی۔

لیکن جس طرح آج سے چودہ سو سال پیشتر قائم ہونے والا آزاد دینی مدرسہ، اسلام دشمنوں کی نگاہ میں کھٹکتا تھا، ٹھیک اسی طرح ہندوپاک کے موجودہ دینی مدارس بھی ان کی نگاہ میں نہیں جچتے۔ چنانچہ اسلام دشمن ان مدارس اور ان کی حریت و آزادی سے خائف اور بدحال ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دینی مدارس کی خدمات، کارنامے اور حریت و آزادی کا درس، ان کے لیے کسی ایٹم بم سے کم نہیں، اس لیے ہمیشہ سے ان کی کوشش رہی ہے کہ کسی طرح ان کو صفحۂ ہستی سے ناپید کردیا جائے یا کم از کم ان کو حکومتی تحویل میں لے کر ان کی موجودہ افادیت کو ختم کردیا جائے اور انہیں جدید نظام تعلیم کی مشینری کا ایک پرزہ بنادیا جائے۔ پاکستان کے دینی مدارس کی روح کچلنے اور انہیں حکمرانوں کے منشاء کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں قریباً ہر دور میں ہوتی رہی ہیں، سابقہ اکثر حکمرانوں نے ان مدارس پر قدغن لگانے کی بھرپور کوشش کی۔ اب آخر میں موجودہ حکومت بھی امریکہ اور مغربی قوتوں کے ایماء و اشارہ پر مدارس دشمنی کے میدان میں سرگرم عمل ہے۔

چنانچہ دینی مدارس کی اصلاح و ترقی کے نام سے انہوں نے مدارس کو رجسٹر اور ریگولائز کرنے کے لیے مدرسہ آرڈیننس جاری کر کے پاکستان کے ارباب دین اور مسلمانوں کو نہایت کرب و ابتلاء سے دوچار کر رکھا ہے۔ دینی مدارس کی تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ملک و قوم کے مفادات کو پیش نظر رکھا ہے، انہوں نے قوم کو نیک صالح افراد مہیا کیے ہیں، ان دینی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء ہمیشہ ملکی قانون کے وفادار ثابت ہوئے ہیں اور اپنی مدد آپ کے تحت انہوں نے لاکھوں ابنائے اسلام کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ہے اور ہمیشہ خالص دینی اور مذہبی تعلیم کی ترویج کو مقصد بنائے رکھا ہے، انہوں نے کبھی تصادم کی راہ نہیں اپنائی، بلکہ انہوں نے ہمیشہ حکومت کی جائز پالیسیوں کی تائید اور ارباب اقتدار سے تعاون کیا ہے۔

لیکن موجودہ مدرسہ آرڈیننس چونکہ ان مدارس کی افادیت اور ان کی اسلامی روح کو کچلنے کے مترادف تھا، اس لیے ملک بھر کے تمام وفاق ہائے مدارس، تنظیمات اور تمام دینی مدارس کا نمائندہ اجتماع، متفقہ طور پر اس آرڈیننس کو مکمل طور پر مسترد کر رہا تھا اور واضح کردیا تھا کہ اگر حکومت نے خدانخواستہ اس آرڈیننس کو بزور قوت دینی مدارس پر مسلط کرنے کی کوشش کی تو انشاء اللہ ارباب مدارس اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے اور ضرورت پڑی تو اس سلسلہ میں راست اقدام سے قطعاً گریز نہیں کریں گے اور کسی صورت میں اس آرڈیننس کا نفاذ قبول نہیں کریں گے اور ہم نے ارباب اقتدار سے پرزور مطالبہ کیا تھا کہ وہ دینی مدارس کی بجائے حکومتی اور سرکاری مدارس کی اصلاح و تربیت پر توجہ دیں، دینی مدارس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں اور ہمیں کسی انتہائی اقدام پر مجبور نہ کریں، اسی میں ملک و قوم اور ارباب اقتدار کی خیرخواہی اور بہتری ہے۔

موجودہ حکومت نے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے اضطراب و احتجاج کو محسوس کیا اور حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اس موقف کو تسلیم کیا کہ مدارس دینیہ کی آزادی، حریت فکر و عمل اور نظام تعلیم اور انتظام و انصرام پر قدغن نہیں لگائی جائے گی، اس سلسلے میں ۳۰ / جولائی کو وزیر داخلہ، وزیر مذہبی امور، وزیر تعلیم کے ساتھ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے رہنماؤں کا ایک اجلاس ہوا، جس میں مجوزہ اس آرڈیننس کی ترتیب نو کا فیصلہ کیا گیا۔ اور مدارس دینیہ کے رہنماؤں کے ساتھ ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی گئی جو نئے سرے سے ایک متفقہ مسودہ قانون وضع کرے گی جس کے تحت دینی مدارس کی حیثیت بحال رہے گی اور اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کا مشترکہ بورڈ ہی رجسٹریشن اتھارٹی ہوگا اور سابقہ رجسٹرڈ مدارس کی از سر نو رجسٹریشن نہیں ہوگی کنونشن میں شریک تمام علماء کرام اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے مرکزی رہنماؤں کو اس کامیابی پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ مدارس کے تحفظ اور آزادی کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اس موقع پر ہم حکومت کے حقیقت پسندانہ رویہ کی بھی تعریف کرتے ہوئے یہ واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حکومت آئندہ بھی ان مدارس کے سلسلے میں یہ رویہ برقرار رکھے گی اور مدارس کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ کو بند کرنے کے لیے اقدامات کرے گی۔